السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مجلس افتاء کا تحریر کردہ مقالہ درج ذیل ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

چونکہ تحقیقات علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد کے تمام شعبوں کے رئیس اعلیٰ نے یہ تجویز پش کی ہے کہ ''تیجانیہ'' کے متعلق ایک مختصر مقالہ لکھا جائے اور اسے مجلس ھیئة کبار العلماء کے دسویں اجلاس کے ایجنڈا میں شامل کیا جائے۔ اس لئے مجلس افتاء و تحقیقات علمیہ نے اس کے متعلق یہ مقالہ لکھا ہے جس میں مندرجہ ذیل نکات پر بحث کی گئی ہے۔

(۱) سلسہ تیجانیہ کے بانی احمد تیجانی کا تعارف

(۲) اس کے عقائد اور اس کے متبعین کے عقائد کا مختصر تعارف

(۳) اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے اس کے متعلق شریعت کا حکم

احمد بن محمد تیجانی : اور طریقہ تیجانیہ کا ماخذ علم

نام احمد محمد بنن مختار بن احمد بن محمد تیجانی۔ ۱۱۵۰ھ میں ''عین ماضی'' نام کے گاؤں میں پیدا ہوا۔ اس کا دادا محمد ترک وطن کر کے اس گاؤں میں آیا تھا اور یہیں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ یہاں اس نے قبیلہ ''تجانی'' یا ''تجانا'' کی ایک خاتون سے شادی کی جو اس کی اولاد کا ننھیال بنا اور وہ لوگ اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوئے۔ ابوالعباس نے اسی بستی میں پرورش پائی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد طلب علم کے لے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ اس سفر میں وہ مختلف صوفی مشائخ سے متاثر ہوا اور متعدد افراد سے بیعت کی۔ گھومتے پھرتے آخر کار وہ ''ابوصیفون'' میں پہنچا۔ وہاں سے اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اسے ''فتح'' حاصل ہوگئی ہے اور اس نے خواب میں نہیں بلکہ عین حالت بیداری میں نبی a کی زیارت کی ہے اور نبی ﷺ نے اسے تمام انسانوں کی تربیت کی اجازت دی ہے اور اسے براہ راست آپ a سے طریقہ تصوف حاصل ہوا ہے اور آپ ﷺ نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ تمام صوفیانہ طریقوں اور سلسلوں سے قطع تعلق کرلے جو اسے مختلف مشائخ تصوف سے حاصل ہوئے ہیں اور اصرف اسی طریقہ پر اکتفا کرے جو جناب رسول اللہ ﷺ نے بذات خود براہ راست زبانی طور پر اسے سکھایا ہے اور یہ کہ رسول اللہ a نے اس لئے کہ وہ وظیفہ مقرر کیا ہے جو اس وہ اپنے مریدوں کو سکھاتا ہے۔ یہ وظیفہ استغفار اور درود شریف پر مشتمل ہے۔ یہ چیز اسے ۱۱۹۶ھ میں حاصل ہوئی اور اس کی تکمیل صدی کے ختم ہونے پر سورت اخلاص کا وظیفہ حاص ہونے پر ہوئی۔ اس لئے اسے سلسلہ احمدیہ اور محمدیہ بھی کہا جاتا ہے اور سلسلہ تیجانیہ بھی' جو اس قبیلہ کی طرف نسبت ہے جس میں اس کے دادا محمد نے شادی کی تھی اور یہ لوگ اس کی طرف منسوب ہوئے۔

شہرت حاصل ہونے کے بعد احمد تیجانی نے دعویٰ کیا کہ وہ سید ہے اور اس کا سلسلہ نصب حضرت حسن بن علی بن ابن گواہی کی ضرورت محسوس کی۔ بلکہ اس نے دعویٰ کیا کہ بیداری میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس وقت اس نے نبی a سے اپنے نسب کے متعلق سوال کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو سچ مچ میرا بیٹا ہے۔'' نبی ﷺ نے یہ الفاظ تین بار ارشاد فرمائے۔ پھر فرمایا: ''حسنؓ تک تیرا نسب صحیح ہے' مذکورہ بالا معلومات علی حرازکی کتاب ''جواھر المعانی'' کے پہلے باب اور عمر بن سعید فوتی کی 'کتاب الرماح'' کی آٹھائیسویں فصل میں مذکور بیانات کا خلاصہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خلفائے راشدین یا دیگر صحابہ کرام e میں سے کسی میں یہ ثابت نہیں... حالانکہ وہ لوگ انبیاء کرام کے بعد اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں بلند ترین درجہ کے حامل تھے... کہ ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ اسے نبی a کی زیارت بیداری میں ہوئی ہے اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ شریعت رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں مکمل ہوگئی تھی اور رسول اللہ a کی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس امت کا دین مکمل کر کے اپنی نعمت کی تکمیل فرمادی تھی۔ ارشاد ربانی تعالیٰ ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۳ ...المائدة

''آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل فرمادیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمالیا۔''

لہذا احمد تیجانی کا یہ دعویٰ کہ اس نے بیداری میں نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ ﷺ سے بیداری میں براہ راست طریقہ تیجانیہ حاصل کیا ہے اور نبی ﷺ نے خود یہ وظیفہ مقرر کیا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ اللہ کا ذکر کرے اور درود پڑھے۔ یقینا اس کا یہ دعویٰ واضح گمراہی اور رسول اللہ ﷺ پر ایک بہتان ہے۔

تیجانی عقائد کا مختصر بیان

اس کے اور اس کے متبعین کے عقائد کا مختصر بیان :

ہیئۃ کبار العلماء کی کمیٹی کے دسویں اجلاس میں پیش کرنے کے لئے یہ مقالہ لکھنے کے جو اسباب ہیں ان کا مقصد اس طریقہ کے بڑوں سے مباحثہ یا ان کی تردید اور ان کے سامنے صحیح بات پیش کرنا نہیں 'بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ایسے حوالے پیش کر دیئے جائیں جن سے ان کے عقائد واضح ہو جائیں۔ پھر ان کی روشنی میں ان حوالوں کے تقاضے کے مطابق ان پر حکم لگایا جائے۔

اس لئے مجلس افتاء و تحقیقات علمیہ نے ان کی کتابوں سے چند عبارتیں نقل کی ہیں جن سے ان کے عقائد واضح ہو جاتے ہیں اور ان کی روشنی میں ان لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے ہم نے ان عبارتوں پہ اپنی طرف سے چند اشارات کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔ ذیل میں علی حرازم کی کتاب ''جواہر المعانی وبلوغ الامانی'' اور عمر بن سعید فوتی کی کتاب ''رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم'' کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں :

علی حرازم کہتا ہے : سیدنا (احمد تیجانی) اسے شیخ واصل کی حقیقت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا : ''شیخ واصل (خدا رسیدہ یعنی پہنچا ہوا پیر) وہ ہوتا ہے جس کے سامنے سے درمیانی پردے ہٹ جائیں اور حضرت الٰہیہ میں کمال درجہ کی عینی نظر اور یقینی تحقیق حاصل ہو جائے۔ کیونکہ اس کا کام ابتدائی مرحلہ ''محاضرہ'' ہے یعنی کثیف پردے کے پیچھے سے حقائق کا بلا حجاب ظاہر ہو جانا لیکن اس می ذاتی خصوصیت باقی رہتی ہے۔ اس کے بعد ''معاینہ'' ہے یعنی حقائق کا اس طرح مطالعہ کرنا کہ حجاب باقی رہے نہ خصوصیت اور نہ غر اور نہ غیریت کے عینا یا اثراً باقی رہے۔ یہ مقام ہے پس جانے 'مٹ جانے اور فنا الفنا کرنا کہ حجاب باقی رہے نہ خصوصیت اور نہ غیریت عینا یا اثراً باقی رہے۔ یہ مقام ہے پس مٹ جانے 'مٹ جانے اور فنا الفنا کا' یہاں تو حق کا معاینہ فی الحق للحق با الحق ہوتا ہے۔

فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اللّٰهُ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ فَمَا ثَمَّ مَوْصُولٌ وَمَا ثَمَّ وَاصِلٌ

''پس اللہ کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا' اس کے سوا کچھ بھی نہیں نہ صاحب وصل نہ وہ جس سے وصل ہوا۔''

اس کے بعد ''حیات'' کا درجہ ہے۔ یعنی مراتب کو اس طرح الگ الگ پہچاننا کہ ان کی تمام خصوصیات 'تقاضے 'لوازم اور جن اشیاء کے وہ مستحق ہیں معلوم ہو جائیں اور یہ معلوم ہو کہ ہر مرتبہ کس حضوری سے تعلق رکھتا ہے ؟ وہ کیوں پایا جاتا ہے ؟ اس سے کیا مقصود ہے ؟ اور اس کا کیا نتیجہ کیا ہوگا ؟ یہ وہ مقام ہے جاں بندے کو خود ذات کا اور اس کی تمام خصوصیات و اسرار کا مکمل علم حاصل ہو جاتا ہے اور اسے یہ معرفت حاصل ہوتی ہے کہ ''حضرت الٰہیہ'' کیا ہے ؟ اور وہ کس عظمت' جلال 'کمال اور صفات علیا سے متصف ہے۔ اس کو ذوقی طور پر معرفت اور یقینی معاینہ حاصل ہوتا ہے۔

لیکن اس صفت کے ساتھ ساتھ اسے حق کی طرف سے اذن خاص کا کمال حاصل ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو ہدایت دے اور اسے ان پر یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ حضرت الٰہیہ کی طرف ان کی رہنمائی کرے۔ یہی وہ شخص ہے جو تلاش کئے جانے کا مستحق ہے۔ حضرت ابو جحیفہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے یہی شخص مراد ہے۔ ارشاد ہے : ''علماء سے سوال کر' حکماء کے ساتھ مل جل کر رہ اور کبراء کی صحبت اختیار کر۔'' اسی مرتبہ والے کو 'کبیر' کہا جاتا ہے۔ جب مرید کو اس صفت کا حامل پیر مل جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو اس کے سامنے اس طرح رکھے جس طرح مردہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے۔ اس کا اختیار ہے نہ ارادہ اور نہ وہ کسی کو کچھ دے سکتا ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ مرید کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ پیر اسے اس مصیبت سے نجات دے کر جس میں وہ غرق ہے' اس درجہ صفاء کے کمال تک پہنچا دے کہ وہ ہر چیز سے منہ موڑ کر صرف حضرت الٰہیہ کا مطالعہ کر سکے۔ اسے چاہئے کہ اپنے قسم کے سوال کرنے سے پرہیز کرے کیوں ؟ کیسے ؟ کس وجہ سے ؟ کس مقصد کے لئے ؟ یہ سوالات ناراضگی اور راندۂ درگاہ ہو جانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ اسے یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اسکی مصلحت کو اس کی نسبت اس کا شیخ زیادہ جانتا ہے۔ وہ اسے جس راستے پر بھی چلاتا ہے وہ اللہ کے لئے' اللہ کے ساتھ یہ کام کر رہا ہوتا ہے اور اس طرح وہ نفس کو تاریکی اور خواہش سے پاک کر رہا ہوتا ہے... الخ

احمد بن محمد تیجانی کے مرید اس کے متعقل کس قدر غلو کرتے ہیں' اس کی ایک مثال علی حرازم کی یہ عبارت ہے۔ وہ کہتا ہے : ''تجھے معلوم ہونا چاہئے۔ اللہ تجھ پر رحم کرے کہ میں سیدنا وشیخنا و مولانا احمد تیجانی کے تمام مآثر' مناقب' نشانات اور کرامات ابدالآباد تک بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب بھی میں ان کا کوئی شرف بیان کرتا ہوں مجھے دوسرا اشرف نظر آ جاتا ہے اور جب میں کسی کرامت کو یاد کرتا ہوں اس سے بڑی کرامت میرے سامنے آ جاتی ہے... '' آگے کہتا ہے 'کیونکہ شیخ کے مآثر کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان کے مناقب کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا' ان کی خبریں وہاں وہاں پہنچ کر مشہور ہو چکی ہیں جہاں دن اور رات آتے جاتے ہیں' یہ بے حد اور بے شمار ہیں۔ ہم تو ان میں سے چند ایک ہی بطور نمونہ ذکر کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان کے بیان سے تو قلم اور کاغذ بھی تھک جائیں اور ان کو تلاش کرنے میں ہاتھ اور پاؤں جواب دے جائیں...''

جواہر المعانی میں مصنف نیچن افراد کا کلام نقل کیا ہے' ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے : ''اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان کے سلسلہ سے منسلک لوگوں میں' ان کی جماعت میں شمار ہونے والوں میں اور ان کی اور ان کے محبت کرنے والوں کی قدر جاننے والوں میں شامل کرے' بجاہ محمد و آلہ وصحبہ۔ کیونکہ ان کا دامن پکڑنے والا اپنی امید تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا مقصد جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ پس اے محبت رکھنے والے ! جب ان کا ذکر ہو تو عاجزی کا ہات پھیلانا اور ان کے دروازے پر ذلیل بن کر کھڑا ہو اور بزبان احتیاج عرض کر ''اپنے حقیر کمزور غلام پر رحم کیجئے' اگر وہ ظلم اور کوتاہی کا مرتکب ہو'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے ارشاد فرمایا ''میں شکستہ دلوں سے قریب ہوں...'' آگے جا کر لکھتا ہے : ''یہ نہیں ہو سکتا کہ جو ان کا دامن پکڑے وہ اس کا خیال نہ رکھیں اور جو ان کا قرب اختیار کرے اسے چھوڑ دیں 'کیونکہ ان کے ہاں آنے والا بن بلایا مہمان بھی خالی نہیں لوٹایا جاتا اور اسے ان کے دروازے سے روکا نہیں جاتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

هُمْ سَادَتِيْ هُمْ رَاحَتِيْ هُمْ مُنْيَتِيْ أَهْلُ الصَّفَا حَاوُا الْمَعَالِي الْفَاخِرَةِ
حَتَّى لِمَنْ قَدْ حَبَّهُمْ أَوْ زَارَهُمْ أَنْ يُهْمِلُوهُ سَادَتِيْ فِي الْآخِرَةِ

''وہ میرے آقا ہیں' میری راحت ہیں' میری تمنا ہیں' اہل صفا ہیں جنہیں قابل فخر بلندیاں حاصل ہیں جو ان سے محبت کرے یا ان کی زیارت کرے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے آقا تغافل کر کے اسے چھوڑ دیں۔''

ایک اور مقام پر لکھا ہے : ''بعض لوگو ںپر ان کے ضعف کی وجہ سے حال غالب آ جاتا ہے اور بعض لوگوں پر واردات کی قوت کی وجہ سے غالب آ جاتا ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جس پر اس کے ضعف کی وجہ سے حال غالب ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دوسرے کو صاحب حال نہیں بنا سکتا' اس کا حال اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے اور جس پر حال اس لئے غالب آتا ہے کہ حال زیادہ قوی تھا' اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بھی فیض یاب کرتا ہے۔ اس سے زیادہ قوی حال یہ ہے کہ جس کو صاحب حال بنایا ہے اس سے حال واپس بھی لے سکے اور یہی وہ ''کامل'' ہے جو دیتا بھی ہے اور چھین بھی لیتا ہے ویسے یہ سب کچھ قضا و قدر کے تحت ہے۔ ہم نے کئی بار دیکھا ہے کہ بعض بھائیوں کے ساتھ ان کے سوائے ادب کی وجہ سے کسی اور سبب سے یہ معاملہ کیا گیا...'' الخ

مندرجہ بالا عبارتوں میں بے حد غلو اور واضح شرک اس حد تک پایا جاتا ہے کہ وضاحت کی ضرورت نہیں اور یہ باتیں کہنے والا حد سے اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس کے کلام کی کوئی تاویل بھی نہیں کی جا سکتی' نہ اس کی طرف سے کوئی قابل

قبول عذر پیش کیا جاسکتا ہے ۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ باتیں کہتے وقت قائل اس کیفیت میں تھا کہ اس کی عقل اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی اور وہ ایسی حالت میں تھا جو قابل تعریف نہیں ہے ۔ لیکن اس کا احترام کرنے والے یہ رائے نہیں رکھتے' نہ یہ بات قبول کرتے ہیں بلکہ وہ مذکورہ بالا کیفیات کو اس کی خوبی اور کرامات تصور کرتے ہیں ۔

اس کے بعد مصنف نے احمد تیجانی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے کلام کا اصل موضوع فنا اور وحدۃ الوجود ہے اور لکھا ہے کہ ولی اگر اپنے وجود کا احساس رکھتا ہے تو یہ شرک سمجھا جائے گا ۔ احمد تیجانی کے متعلق بات کرتے ہوئے لکھتا ہے ''آپ اکثر اس مسئلہ کو بیان فرماتے اور اس کی تائید کرتے ہیں اور اپنے کلام اور حال سے اس کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں اور اپنے حال پر بطور تمثیل یہ شعر پڑھتے ہیں کہ میرے ساتھ کمال کا بدر ہے جدھر بھی وہ جائے میرا دل مائل ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا کو محو کر دیا ہے' اس لئے وہ اللہ کے ساتھ غیر کا مشاہدہ نہیں کرتے اور ماسوا کو نفع نقصان پہنچانے والا نہیں سمجھتے' بلکہ وہ دیکھتے ہیں کہ فعل اللہ کی طرف سے ہے اور وہی تصرف کرنے والا ہے اور وہ اپنے فعل سے اس پر دلالت کرتے اور پہچان کرواتے اور یہ کہ اس کے تمام افعال حکمت پر مبنی ہیں اور رحمت نے ان کو گھیر رکھا ہے ۔ وہ مخلوق کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ وہ ہاتھ میں مسخر کئے ہوئے برتن ہیں' وہ انسان کے اپنی ذات کے مشاہدہ کو بھی دوئی سمجھتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں : جب میں کہتا ہوں کہ میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا تو میرا دل کہتا ہے ''تیرا وجود خود ایک گناہ ہے جس کے برابر کوئی گناہ نہیں ۔''

''اس معنی پر آپ کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ (تیجانی) کے افعال' اقوال' تصریح اور کنایہ سب کے سب فنا فی اللہ اور ماسوی سے غیبت کے گرد گھومتے تھے ۔''

آگے چل کر لکھتا ہے : ''آں جناب دلوں کو زندہ کرتے اور عیبوں سے پاک کر دیتے تھے ۔ ایک نظر میں غنی کر دیتے اور حضور نصیب کر دیتے تھے' جب توجہ فرماتے تو (روحانی کمالامیں) غنی کر دیتے اور ذخیرہ جمع فرمالیتے اور مقصود تک پہنچا دیتے تھے' دلوں کے احوال میں علام الغیوب کی اجازت سے تصرف فرماتے تھے ...''

شیخ کے اپنی ذات کے بارے میں غلو اور ان کے مریدوں کے ان کے بارے میں غلو کا یہ ایک اور رنگ ہے ۔ جس سے وہ فنا اور وحدت الوجود تک پہنچ گئے ۔ حقیقت میں یہ دین کے معاملے میں بے راہ روی' اللہ پر بہتان اور واضح کفر ہے ۔

اس کے بعد مصنف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پیر کو علم غیب حاصل ہے ۔ چنانچہ کہتا ہے ''حضرت کے کمال کا ایک پہلو آپ کی بصیرت ربانی اور فراست نورانی کا نفوذ ہے' جس کا اظہار ساتھیوں کے احوال کا علم ہو جانے' دل کی باتیں جاننے' غیبی امور کی خبریں دینے اور حاجات کے نتائج کو جاننے اور ان کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے فوائد' آفات اور واقع ہونے والے دیگر امور کا علم سے ہوتا ہے ۔ آپ ساتھیوں کے دلوں کے حالات اور ان کے احوال کی تبدیلی' ان کے اغراض کا تغیر تبدل' ان کے متوجہ ہونے اور پیچھے ہٹ جانے کی حالت اور ان کے تمام علل اور امراض کو جانتے تھے اور ان کی تمام ظاہری و باطنی کیفیات اور ان میں کمی بیشی سے واقف تھے ۔ کبھی یہ چیزیں بیان بھی کر دیتے تھے اور کبھی ان پر شفقت فرماتے ہوئے انہیں امتحان میں ڈالنے کی غرض سے اخفا سے کام لیتے تھے ۔ اس قسم کے متعدد واقعات مختلف افراد کے ساتھ متعدد بار پیش آئے ۔''

اس کے بعد مصنف بیان کرتا ہے کہ اس کے شیخ کو اسم اعظم کس طرح حاصل ہوا اور اس کا کتنا ثواب ہے ۔ چنانچہ کہتا ہے : ''اسم اعظم کے ثواب کے بارے میں حضرت نے فرمایا : 'مجھے اللہ کے عظیم اسم اعظم کے کئی صیغے دئے گئے ہیں اور مجھے اس کی تراکیب میں جو کچھ ہے اس کے استخراج کا طریقہ سکھایا ہے ۔ حضرت صاحب کو نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ اس میں کس قدر بے حد و حساب اجر و ثواب ہے اور آپ a نے حضرت کو اس (اسم اعظم) کے عظیم خواص' اس کے ساتھ دعا کرنے کا طریقہ اور اس کے سلوک کی کیفیت بھی بیان کی ہے ۔ جہاں تک ہمیں علم ہے جس مقام تک حضرت صاحب پہنچے ہیں کوئی اور نہیں پہنچ سکا ۔ کیونکہ حضرت نے فرمایا : ''مجھے سرور کائنات ﷺ نے وہ اسم اعظم عطا فرمایا جو سیدنا علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ خاص تھا ۔ اس سے پہلے مجھے وہ اسم اعظم بھی عطا فرمایا جو خود نبی a کے مقام کے لئے مخصوص تھا ۔'' حضرت صاحب نے فرمایا

''سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا'' سیدنا علی کا یہ مخصوص اسم صرف اسی کو دیا جاتا ہے جس کے متعلق اللہ کے ہاں ازل سے یہ فیصلہ ہو چکا ہو کہ وہ قطب ہوگا ۔'' پھر حضرت نے فرمایا : ''میں نے سرور کائنات ﷺ سے عرض کی ''مجھے اس کے تمام اسرار اور مشمولات کی اجازت مرحمت فرمائیے تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی ۔'' اسم اعظم کبیر جو قطب الاقطاب کا مقام ہے اس کا جو ثواب سرور کائنات ﷺ نے بیان فرمایا' حضرت صاحب اسے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اس کو پڑھنے والے کو جنت میں ستر ہزار مقام حاصل ہوں گے ۔ ہر مقام میں جت کی ہر چیز ستر ہزار کی تعداد میں موجود ہوگی مثلاً حوریں' محلات' نہریں اور جو کچھ بھی جنت میں پیدا کیا گیا ہے ۔ سوائے حوریں اور شہد کی نہروں کے کہ ہر مقام میں اس کی ستر حوریں ہوں گی اور شہد کی نہریں ہوں گی اور اس کے منہ سے جو لفظ نکلے گا' اس کے لئے چار مقرب فرشتے نازل ہوں گے اور اسے اس کے منہ سے ادا ہوتے ہی لکھ لیں گے اور اسے لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے اور اسے دکھائیں گے ۔ تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے : اس کا نام خوش نصیبوں میں لکھ لو اور اس کا مقام علیین میں جناب محمد ﷺ کے پڑوس میں لکھ لو ۔ اس ذکر کے ہر حرف کا اتنا ہی ثواب ہے اور ایک بار اسم اعظم پڑھنے کا ثواب ہے جتنا تمام جہانوں میں موجود تمام مخلوقات کی زبانوں سے کئے گئے اللہ کے مجموعی ذکر پر ہے اور ایک بار پڑھنے کا ثواب ہے جتنا آدم کی تخلیق سے لے کر آخر زمانے تک تمام مخلوقات کی زبانوں سے اللہ کی تسبیح بیان ہوئی ہے ۔'' ...

اسی طرح بغیر علم کے ہوائی فائر کرتے ہوئے ظن و تخمین کی بنیاد پر اسی قسم کا ہزاروں لاکھوں گنا ثواب بتایا گیا ہے'' آگے چل کر علی حراز کہتا ہے :

''حضرت مرشد نے ہمیں یہ فضائل بھی لکھوائے ۔ فرمایا : جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر نفخ صور (قیام قیامت) تک تمام امت نے جس قدر قرآن کی تلاوت کی ہے' ہر ہر فرد کا ہر لفظ شمار کیا جائے اور اس سب کا ثواب جمع کیا جائے تو اسم اعظم کے ثواب کے مقابلے میں ایسا ہے جس طرح سمندر کے مقابلے میں ایک نقطہ ۔ یہ وہ چیز ہے جس کا کسی کو علم نہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں بتایا' صرف بندوں کو بتانے کی اس مشیت ہوئی انہی کو بتایا ۔''

حضرت صاحب نے مزید فرمایا :

''اسم اعظم وہ ہے جو ذات کے ساتھ خاص ہے غیر کے ساتھ نہیں' وہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا اسم ہے اس میں جو کچھ (اسرار و برکات وغیرہ) ہیں' اس کا مکمل تحقیق زمانے میں صرف ایک شخص کو ہوتا ہے اور وہ فرد جامع ہے ۔ یہ اسم باطن اور جو اسم اعظم ظاہر ہے وہ اس مرتبہ کا نام ہے جو اللہ کی صفات میں سے مرتبہ الوہیت کا جامع ہے ۔ اس سے نیچے اسمائے شتیت کا درجہ ہے اور ان اسماء سے اولیاء کو فیض حاصل ہوتے ہیں ۔ جس کو کسی ایک وصف کا تحقیق ہو گیا اسے اس اسم کے مطابق فیض حاصل ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے ان کے مقامات اور احوال مختلف ہوتے ہیں اور مرتبہ کے تمام فیوض اسم ذات اکبر کے فیوض کا بعض حصہ ہیں ۔'' حضرت نے فرمایا : ''جب ذکر اسم کبیر کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذکر سے بہت سے فرشتے پیدا کرتا ہے' جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ۔ ان میں سے ہر فرشتے کی اتنی زبانیں ہوتی ہیں جتنے اس اسم کے ذکر سے فرشتے پیدا ہوئے ہیں اور وہ ہر لمحہ ذکر کرنے والے کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں ۔ یعنی ہر فرشتہ ہر لحظہ اپنی تمام زبانوں کے شمار کے مطابق دعائے مغفرت کرتا ہے اور قیامت تک وہ اسی طرح کرتے رہیں گے ۔ پھر میں نے سرور کائنات a سے ''مسبعات عشر'' (وہ دس اذکار جو سات سات بار پڑھے جاتے ہیں) کی فضیلت کے متعلق پوچھا اور یہ کہ جو شخص انہیں ایک بات پڑھتا ہے ایک سال تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے ۔ تو نبی a نے مجھے ارشاد فرمایا : تمام اذکار کی فضیلت اور تمام اذکار کے اسرار اسم کبیر میں موجود ہیں ۔'' پھر حضرت نے فرمایا : ''اس کا ذکر کرنے والے کے لئے اتنا ثواب لکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں میں جتنے فرشتے پیدا کئے ہیں' ہر فرشتے کے بدلے بیس شب قدر کا

ثواب لکھا جاتا ہے اور ایک دفعہ یہ اسم شریف پڑھنے کے عوض ہر چھوٹی بڑی دعا تیس کروڑ ساٹھ لاکھ (چھتیس ملین) بار پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔'' حضرت نے یہ بھی فرمایا: ''اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی شخص نے تمام زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے مبارکہ کا ذکر کیا ہے تو سب ثواب اس اسم کے ثواب کا نصف ہوگا۔''

عمر بن سعید فوتی نے کتاب الرماح میں لکھا ہے کہ ''اولیاء اللہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھتے ہیں اور آپ a جہاں اور جس مجلس میں چاہتے ہیں اپنے جسم اطہر اور روح مبارک کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں اور نبیؐ زمین کے ہر حصے میں ملکوت میں تصرف کرتے ہیں اور آپ ﷺ اسی حالت میں وفات سے پہلے تھے' کوئی تبدیلی نہیں آئی اور آپ ﷺ نظروں سے اس طرح پوشیدہ ہیں جس طرح فرشتے جسم سمیت زندہ ہونے کے باوجود آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نبی ﷺ کی زیارت کرانا چاہتا ہے اس کے سامنے سے پردے ہٹا دیتا ہے اور وہ بندہ نبی ﷺ کو اسی حالت میں دیکھتا ہے جس حالت میں نبی ﷺ (وفات سے پہلے) تھے۔ پھر اس نے اس فصل میں بہت سے صوفیوں کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں اس قسم کی حکایتیں ہیں کہ اولیاء نے بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور اس فصل میں بہت سی عجیب وغریب باتیں لکھی ہیں کہ انبیاء اور قطب کعبہ کے پاس جسموں سمیت مجلس فرماتے ہیں اور مخلوقات کے بعد اپنی قبروں میں ایک مقررہ مدت تک ٹھہرتے ہیں اور یہ مدت ان کے درجات ومراتب کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ اس نے یہ فصل ان الفاظ پر ختم کی ہے: ''جب آپ ان تمام اشیاء پر غور کریں گے جو ہم نے ابتدائے فصل سے یہاں تک بیان کی ہیں تو آپ کے سامنے بالکل واضح ہوجائے گا اور اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی کہ جناب القطب المکتوم والبرزخ المختوم شیخنا احمد بن محمد تیجانی (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے سمندر سے عظیم ترین برتن کے ساتھ پلائے اور ہمیں جنت میں ان کا پڑوس نصیب کرے۔ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور راضی کرے اور ان کے طفیل ہم سے بھی راضی ہوجائے) جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ سے خواب میں نہیں' بلکہ بیداری میں ملاقات فرماتے تھے' وہ (اللہ ان سے راضی ہوا اور انہیں راضی کرے اور ان کے طفیل ہم سے راضی ہوجائے) اپنے نانا سیدنا رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حضور ﷺ کی زبان سے اخذ فرماتے تھے۔ (اللہ ان سے راضی ہوا نہیں راضی کرے اور ان کے طفیل ہم سے راضی ہوجائے اور دنیا' برزخ اور آخرت میں ہمیں ان کی برکات سے فیض یاب فرمائے) اور نبی g خلفائے اربعہ e سمیت اپنے جسموں اور روحوں کے ساتھ ''جوھرۃ الکمال'' کی قرات کے وقت اور ہر نیکی کی مجلس میں اور جس مقام پر چاہیں تشریف لاتے ہیں۔ اس بات کا انکار صرف جاہل غبی طالب علم یا سرکش بدبخت حاسد ہی کرتے ہیں اور ہدایت تو اسی کو ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔''

عمر بن سعید فوتی نے اپنے پیر احمد بن تیجانی کی بڑائی بیان کرنے میں انتہائی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خاتم الاولیاء اور سید العارفین ہیں اور کوئی ولی کسی نبی سے ان کے واسطے کے بغیر کسی قسم کا فیض حاصل نہیں کرسکتا' لیکن اس ولی کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

''چھتیسویں فصل ہمارے شیخ کی فضیلت کے بارے میں اور اس چیز کے بیان میں کہ وہ خاتم الاولیاء' سید العارفین' صدیقین کے امام' قطبوں اور غوثوں کو فیض پہنچانے والے ہیں اور وہ قطب مکتوم اور برزخ مختوم ہیں جو نبیوں اور ولیوں کے درمیان واسطہ ہیں' کوئی ولی' خواہ عظیم شان والا ہو یا معمولی مقام والا نبی ﷺ سے حضرت صاحب کے واسطہ کے بغیر فیض حاصل نہیں کرسکتا اور کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو اس واسطہ کا احساس نہیں ہوتا۔''

ان الفاظ سے صریح شرک' کھلا کھلا جھوٹ اور ناجائز غلو بالکل ظاہر ہے۔ اس نے اپنے شیخ کو بعد کے زمانوں کے اولیاء تو ایک طرف صحابہ کرامؓ' تابعین سے بھی بلند مرتبے والا ثابت کردیا ہے۔ حالانکہ یہ تین طبقات وہ ہیں جن کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ نے ''خیر القرون'' ہونے کی گواہی دی ہے۔ اس کے بعد یہی مصنف کہتا ہے:

''بعض افراد جنہیں علم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اہل اللہ کے فیض سے کوئی واسطہ ہے' وہ ہم پر دو اعتراض کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ جناب شیخ نے اپنی تعریف خود کی ہے اور اپنے آپ کو پاک صاف قرار دیا ہے اور اس قسم کا دعویٰ کرنا ایک مذموم انبیائے کرام فیض یاب ہوتے ہیں اور انبیاء کرام کی ذات مقدسہ سے جو فیض جاری ہوتے ہیں' وہ سب میری ذات حاصل کرتی ہے اور تخلیق عالم سے قیامت تک تمام مخلوقات پر یہ فیض میری طرف سے تقسیم ہوتے ہیں۔ اس میں صحابہؓ بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ اس طرح شیخ تمام صحابہؓ سے افضل ثابت ہوتے ہیں اور یہ دعویٰ باطل ہے۔ اسی طرح (شیخ) کا یہ قول (بھی تنقید کی زد میں آتا ہے) کہ ''تخلیق عالم کے قیامت تک کوئی ولی ہمارے سمندر کے علاوہ کہیں سے پی سکتا ہے' نہ اسے پلایا جاتا ہے۔'' اسی طرح حضرت صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جب اللہ تمام مخلوق کو میدان حشر میں جمع کرے گا تو ایک منادی بلند آواز سے اعلان کرے گا' جسے میدان محشر میں موجود تمام لوگ سنیں گے ''اے محشر والو! یہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''نبی ﷺ کی روح مبارک اور میری روح اس طرح ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک سے حاصل ہوتا ہے۔'' اس کے علاوہ حضرت صاحب نے فرمایا: ''میرے قدم آدم سے قیامت تک کے تمام اولیاء کی گردنوں پر ہیں۔'' اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا' آخرت میں اللہ کے ہاں ہمارا وہ مقام ہے جس تک کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا نہ اس کے قریب پہنچ سکتا ہے خواہ وہ عظیم الشان ولی ہو یا معمولی درجہ کا ولی۔ صحابہ سے لے کر قیام قیامت تک اولیاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو ہمارے مقام تک پہنچ سکے۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب نے فرمایا: ''سب لوگوں کی عمریں بے کار ضائع ہوئیں سوائے ان لوگوں کے جو ''الفاتح لما أغلق'' والا وظیفہ پڑھتے ہیں' انہیں دنیا اور آخرت کا نفع حاصل ہوگیا۔ اس وظیفہ میں وہی شخص اپنی عمر صرف کرتا ہے جو خوش نصیب ہو۔''

علی حرازم نے اس مسئلہ پر بات کرتے ہوئے کہ تلاوت قرآن افضل ہے یا درود شریف۔ احمد تیجانی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تلاوت قرآن تو اس لحاظ سے افضل ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور ان علوم ومعارف اور آداب کے لحاظ سے بھی جو قرآن سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد لکھتا ہے ''یہ دہ حیثیتیں ایسی ہیں کہ ان کے لحاظ سے قرآن کی فضیلت تک وہی صاحب معرفت پہنچ سکتا ہے جس کے سامنے حقائق کے سمندر منکشف ہوچکے ہوں' وہ ہمیشہ ان کے گہرے پانی میں تیرتا رہتا ہے۔ اس مرتبہ والے کے حق میں ہی قرآن تمام اذکار سے افضل ہوتا ہے کیونکہ اسے دو فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ براہ راست صریح طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ سے قرآن سنتا ہے اور یہ کیفیت ہر وقت نہیں ہوتی بلکہ صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ عالم استغراق میں فنا فی اللہ کی کیفیت میں ہوتا ہے۔

تلاوت قرآن کا دوسرا درجہ اس سے ادنیٰ ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن کے ظاہری معانی سے واقف ہو اور جب تلاوت کی جائے تو اس طرح توجہ سے سنے گویا کہ وہ اللہ سے براہ راست سن رہا ہے اور حدود کا خیال رکھے۔ تو یہ بھی پہلے درجے سے متصل ہی ہے لیکن اس سے ادنیٰ ہے۔

تیسرا درجہ اس شخص کا ہے جو قرآن کے معانی ومطالب سے بالکل واقف نہیں' لیکن وہ اس کے الفاظ پڑھتا چلا جاتا ہے اسے ان علوم ومعارف کا کچھ پتہ نہیں ہوتا جو قرآن سے معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ جس طرح اکثر عجمی عوام کا حال ہے کہ وہ عربی الفاظ کا مطلب نہیں جانتے۔ تاہم تلاوت کرنے والا شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور توجہ سے اس کلام کو سنتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآن سنا رہے ہیں جس کا مطلب وہ نہیں جانتا۔ یہ شخص بھی پہلے دو درجات کے ساتھ ہی متصل ہے۔ لیکن وہ ان سے بہت بہت کم درجے پر ہے۔

چوتھا درجہ اس شخص کا ہے جو قرآن پڑھتا ہے۔ خواہ مطلب سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو اور وہ اللہ کی نافرمانی کی جرأت رکھتا ہے' کسی برے کام سے نہیں رکتا۔ ایسے شخص کے حق میں تلاوت افضل نہیں' وہ جتنا زیادہ قرآن پڑھے گا' اسی قدر اس کے گناہوں میں اضافہ ہوگا اور اسی قدر اس کی تباہی زیادہ ہوگی۔ اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ۵۷ ... الکھف

اور یہ فرمان الٰہی ہے :

وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۷ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۸ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۹ مِّن وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِي عَنْهُم مَّا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱۰ ...الجاثیۃ

اس کے بعد کہتا ہے : ''جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ عارف جانتا ہے کہ عوام کے طریق میں ایک پردہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اسرار کو چھپا رکھا ہے اور قرآن کے اسرار اور اہل خصوص کے ذوق کو عوام کے حس اور عقل کے اطوار سے ماوراء رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی ہے کہ اسے مخلوقات میں سے صرف بلند خواص پر ہی ظاہر کیا جائے... اے بدکار بندے! اگر میں لوگوں کو تیری برائیوں پر مطلع کردوں تو تجھے سنگسار کردیں گے۔ ''انہوں نے کہا ''تیری عزت نے کہا: ایسا نہ کرنا' تو وہ خاموش ہوگئے۔'' یہاں تک وہ کلام ہے جو ہمیں شیخ ابوالعباس تیجانی نے خود لکھوایا۔ الجواہر کے صفحہ ۱۸۳ پر علی حرازم نے دوبارہ احمد تیجانی سے اللہ تعالیٰ کی (بقول اس کے) دل لگی کا ذکر کیا گیا ہے۔''

علی حرازم لکھتا ہے ''میں نے حضرت صاحب سے اس آیت کا مطلب پوچھا :

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۲۰ ...الرحمن

''اس نے دو سمندر چلائے جو ملتے ہیں اور ان کے درمیان آڑ ہے جس کی بنا پر وہ حد سے تجاوز نہیں کرتے۔''

حضرت صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''دو سمندروں سے مراد ایک تو بحر الوہیت اور وجود مطلق کا سمندر ہے اور دوسرا مخلوقات کا سمندر ہے۔ اسی پر ''کن'' کا کلمہ واقع ہوا تھا اور نبی a ان دونوں کے درمیان برزخ (آڑ' رکاوٹ' پردہ) ہیں اگر نبی ﷺ کی برزخیت نہ ہوتی تو جلال ذات الٰہی کی ہیبت سے بحر مخلوقات مکمل جل جاتا۔'' حضرت صاحب نے فرمایا ''بحر مخلوقات ہی بحر اسماء وصفات ہے۔ کائنات میں جو ذرہ بھی نظر آتا ہے اس پر اللہ کی صفات میں سے کسی اسم یا صفت کا ظہور ہے اور بحر الوہیت سے مراد ذات مطلق کا بحر ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اور الفاظ اس کا اظہار نہیں کرسکتے۔ یہ دونوں سمندر آپس میں ملتے ہیں کیونکہ ان کے درمیان انتہائی قرب واقع ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے :

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ۸۵ ... لواقعۃ

''تم سے زیادہ ہم اس مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے۔''

لیکن یہ دونوں سمندر یکجان نہیں ہوتے۔ الوہیت خلق میں نہیں مل جاتی اور خلق الوہیت میں نہیں جاملتی' ان میں سے کوئی بھی اپنی حد سے تجاوز کرکے دوسرے کی حدود میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ ان کے مابین ایک رکاوٹ ہے اور یہی برزخیت عظمیٰ ہے جو نبی ﷺ کا مقام ہے۔ تمام کائنات اس لئے ہے کہ وہ نبی ﷺ کی حجابیت کے تحت موجود ہے اور جلال الٰہی کی تجلیات سے نبی g کے پردے میں ہے۔ اگر کائنات بلا حجاب ظاہر ہوجائے تو آنکھ جھپکنے میں سب کچھ جل کر عدم محض رہ جائے۔ تو الوہیت اپنی حدود میں قائم ہے اور مخلوقات اپنی حدود میں۔ یہ دونوں آپس میں ملتے ہیں اور نہ مختلط ہوتے ہیں کیونکہ ان کے درمیان برزخیت عظمیٰ حائل ہے۔ ''وہ تجاوز نہیں کرتے'' کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے نہیں جاملتا۔''

یہاں تک حضرت صاحب کا کلام خود ان کے الفاظ میں ہے جو انہوں نے ہمیں زبانی لکھوایا اور میں نے حضرت صاحب سے نبی ﷺ کے دائرہ کے متعلق سوال کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا ''وہ سعادت کا دائرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے :

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۶۲ ... یونس

''خبردار! اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

بوصیری نے فرمایا: ''ولن تری من غیر منتصر'' ''اس کا مطلب ہے کہ جو کوئی نبی g سے مدد نہیں لیتا' اللہ کی ولایت میں اس کا کوئی حصہ نہیں... '' یہ ایک اور آفت ہے۔ آیات قرآنی سے مذاق اور تحریف معنوی کی آفت۔ یعنی آیات کی ایسی تشریح جس کی تائید عربی زبان سے بھی نہیں ہوتی' عقل سلیم اس سے انکار کرتی ہے اور عقل مند ایسی باتوں کو ایک خندۂ استہزاء کا مستحق سمجھتے ہیں۔

عمر بن سعید فوتی لکھتا ہے ''ایک رات شیخ احمد تیجانی نے مجلس میں ''سید محمد غالی کہاں ہیں؟ آپ کے ساتھیوں نے بلند آواز سے پکارنا شروع کردیا ''سید محمد غالی کہاں ہیں؟ جس طرح لوگوں میں رواج ہے کہ جب کوئی بزرگ کسی کو بلاتا ہے تو وہ آوازیں دینے لگتے ہیں۔ جب سید محمد غالی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ نے فرمایا ''میرے یہ دونوں قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہیں۔'' سید محمد غالی حضرت صاحب سے نہیں ڈرتے تھے کیونکہ آپ کے بڑے احباب اور امراء میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کی ''حضور! آپ صحو اور بقا کی کیفیت میں ہیں یا سکر اور فنا کی حالت میں؟ حضرت صاحب نے فرمایا ''الحمد للہ! میں صحو اور بقا کی کیفیت اور پوری عقل کی حالت میں ہوں۔'' انہوں نے عرض کی: ''آپ نے روو ہی بات ارشاد فرمادی جو سیدی عبدالقادر نے ارشاد فرمائی تھی کہ: ''میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔'' حضرت صاحب نے فرمایا: ''انہوں نے بھی صحیح فرمایا تھا'' ان کا مطلب اپنے زمانے کے اولیاء سے تھا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میرے یہ دونوں قدم آدم سے نفخ صور (قیام قیامۃ) تک ہر ولی کی گردن پر ہیں۔'' میں نے عرض کی: ''آقا! اگر آپ کے بعد کسی اور نے بھی ایسی بات کہی تو پھر آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو حضرت صاحب نے فرمایا: میرے بعد کوئی شخص یہ بات نہیں کہے گا۔'' میں نے عرض کی: ''آقا! آپ نے تو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کردیا۔ کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ کسی کو آپ سے بھی زیادہ فیض' تجلیات' انعامات' معرفت' علوم' اسرار' ترقیاں اور احوال عطا فرمادے؟ تو کیا آپ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ اس پر قادر ہے بلکہ اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا' کیونکہ اس نے ایسا کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ کسی شخص کو نبی بنا کر مخلوق کی طرف مبعوث فرمادے اور اسے حضرت محمد ﷺ سے زیادہ مقامات وانعامات دے دے؟ میں نے عرض کی وہ قادر ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ ازل سے اس نے یہ ارادہ نہیں فرمایا۔'' اس پر حضرت صاحب نے فرمایا (اللہ ان سے راضی ہو اور انہیں راضی کرے اور ان کے طفیل ہم سے راضی ہوجائے) ''تو یہ مسئلہ بھی اسی طرح ہے' ازل میں اللہ نے

اس کا ارادہ نہیں فرمایا اور اللہ کے علم کے مطابق ایسا نہیں ہوگا۔‘‘

اگر آپ یہ سوال کریں کہ قطب مکتوم کی برزخیت کی کیا صورت ہے‘ جسے اہل معرفت‘ صدیقین‘ افراد الاحباب اور جواہر الاقطاب حضرات جواہرا لجواہر اور برزخ البرازخ والا کابر کے نام سے یاد کرتے ہیں‘ تو جواب یہ ہے (اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے وہ عمل کرنے کی توفیق بخشے جنہیں وہ پسند کرتا اور ان سے راضی کرتا ہے) کہ فیض حاصل کرنے والی حضوری کی سات (قسمیں یا درجات) ہیں :

(۱) حضرۃ الحقیقۃ الأحمدیۃ : یہ بلندیوں کے جواہر میں اللہ کا ایک غیب ہے۔ اس میں جو معارف‘ علوم‘ اسرار‘ فیوض‘ تجلات‘ احوال واخلاق ہیں‘ ان کا کسی کو علم نہیں‘ اس میں سے کسی نے کچھ نہیں چکھا حتیٰ کہ رسول اور نبی بھی اس سے مشرف نہیں ہوئے۔ یہ مقام صرف اور صرف رسول اللہ a کے لئے خاص ہے۔ کیونکہ یہ بلند ترین مقام ہے۔

(۲) حضرت الحقیقۃ المحمدیۃ : جواہر المعانی میں ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں کے مدارک اور تمام ملائکہ اور مقربین اور تمام اقطاب اور صدیقین اور تمام اولیاء اور اہل معرفت کے مدارک اس سے ہیں ... تمام موجودات کو جو بھی علوم‘ معرفتیں‘ فیض تجلیات‘ ترقیاں‘ احوال‘ مقامات اور اخلاق حاصل ہوئے وہ سب کے سب حقیقت محمدیہ کا فیض ہے۔

(۳) حضوری کا وہ مقام جس میں اپنے اپنے ذوق اور مرتبہ کے مطابق تمام انبیاء کرام h ہیں۔ اس حضوری والے حضرات وہ ہیں جو حضرۃ الحقیقۃ المحمدیہ سے جاری ہونے والے فیض کو حاصل کرتے ہیں۔ جس طرح ہمارے شیخ (تیجانی) نے اس حضوری والوں کو اشارہ کرے ہوئے فرمایا ہے : وہ فیض جو ذات وجود ﷺ سے جاری ہوتے ہیں‘ انہیں انبیائے کرام کی ذاتیں حاصل کرتی ہیں۔ لیکن ابیاء کے ساتھ ساتھ خاتم الاولیاء کو نبی ﷺ سے یہ خصوصی فیض حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ اسے (خاتم الاولیاء کو) اس کا شعور طور پر احساس نہیں ہوتا۔ جیسے کہ آگے تفصیل آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

(۴) خاتم الاولیاء کا مقام حضوری : آپ انبیائے کرام سے جاری ہونے والے فیض کو حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب ہی ’’برزخ البرازخ‘‘ کی ذات سے جاری ہونے والے تمام فیض سے میری ذات فیض یاب ہوتی ہے اور پھر ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات پر یہ فیض مجھ پر سے تقسیم ہوتا ہے اور مجھے حضور اقدس ﷺ سے زبانی طور پر بلاواسطہ ایسے خاص علوم حاصل ہوئے ہیں جنہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے‘‘ نیز (تیجانی نے) فرمایا : ’’میں اولیاء کا سردار ہوں جس طرح نبی a انبیاء کے سردار تھے۔‘‘ نیز فرمایا : ’’ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک ہر ولی صرف ہمارے سمندر ہی کا پانی پیتا ہے اور اسی سے اسے پلایا جاتا ہے۔ نیز فرمایا جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں تمام مخلوق کو جمع کرے گا‘ تو ایک منادی بلند آواز سے اعلان کرے گا جسے محشر میں موجود ہر شخص سنے گا : ’’اے میدان حشر والو! یہ تمہارا وہ امام ہے جس سے تمہیں فیض حاصل ہوتا تھا اور حضرت صاحب (تیجانی) نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا : ’’میری روح اور نبی ﷺ کی روح اس طرح ہے۔ آپ a کی روح رسولوں اور نبیوں کو فیض پہنچاتی ہے۔ اور میری روح ازل سے ابد تک کے تمام اولیائ‘ اصحاب معرفت اور قطبوں کو فیض پہنچاتی ہے‘‘ اور فرمایا : ’القطب المکتوم انبیاء اور اولیاء کے درمیان واسطہ ہوتا ہے‘ اللہ کا ہر ولی خواہ وہ عظیم شان کا حامل ہو‘ یا معمولی مقام رکھتا ہو نبی a سے جو فیض بھی حاصل کرتا ہے وہ اس (قطب مکتوم) کے واسطے سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اسے (فیض یاب ہونے والے کو) اس کا احساس نہیں ہوتا اور حضرت صاحب (تیجانی) کو جو خاص فیض ہوتا ہے‘ وہ رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حاصل ہوتا ہے اور اس فیض کی اطلاع کسی نبی کو بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ انبیاء کرام جب آپ ﷺ سے فیض یاب ہوتے ہیں تو بھی وہ (تیجانی خاتم الاولیائ) ان کے ساتھ ان کی فیض یابی میں شریک ہوتے ہیں۔‘‘

(۵) اس سلسلہ والوں کو حضوری جو صرف انہی کے ساتھ خاص ہے۔ اس کی طرف حضرت نہ یہ کہہ کر اشارہ کیا ہے : ’’اگر اکابر قطبوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ (تیجانی سلسلۂ تصوف) والوں کے لئے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے تو وہ رو رو کر کہیں : ’’یا رب! تو نے ہمیں تو کچھ بھی نہیں دیا۔‘‘ نیز حضرت (تیجانی) نے فرمایا : ’’ہمارے مریدوں کے درجات کی امید اور خواہش کوئی ولی تو درکنار قطب بھی نہیں کر سکتے‘ سوائے نبی ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے۔‘‘ نیز حضرت صاحب نے فرمایا : ’’ہمارا طریقہ ہر طریقے پر داخل ہو کر اسے کالعدم کر دیتا ہے‘ ہماری مہر ہر مہر پر لگ جاتی ہے لیکن ہماری مہر پر کوئی مہر نہیں لگ سکتی اور فرمایا : ’’جو شخص کا کوئی وظیفہ چھوڑ دیتا ہے‘ وہ دنیا اور آخرت میں بے خوف رہے گا‘ اسے اللہ کی طرف سے کسی نقصان یا زوال کا خطرہ نہ ہوگا نہ رسول کی طرف سے نہ پیر کی طرف سے خواہ اسکا پیر کوئی بھی ہو‘ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو‘ (اس کے برعکس) جو شخص ہماری جماعت میں داخل ہوا‘ پھر پیچھے ہٹ گیا اور کسی اور جماعت میں داخل ہو گیا‘ اس پر دنیا کی مصیبتیں نازل ہوں گی اور آخرت میں بھی‘ وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔‘‘

مصنف عرض کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فصل کی ابتداء میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس سلسلہ کے بانی (تیجانی) وہ مہر ہیں جن سے تمام اولیائ‘ اہل معرفت‘ صدیقین اور غوث وغیرہ فیض حاصل کرتے ہیں اور جو شخص فیض حاصل کرنے والے کو چھوڑ کر فیض پہنچانے والے کی طرف رجوع کرے وہ کسی ملامت کا مستحق نہیں‘ نہ اسے کوئی خوف وخطرہ ہے‘ بخلاف اس کے جو فیض پہنچانے والے کو چھوڑ کر فیض حاصل کرنے والے سے رجوع کرے‘‘ اور حضرت صاحب نے فرمایا : ’’مجھ اکیلے کے سوا کسی شخص کو یہ شرف حاصل نہیںکہ اس کے تمام مرید بغیر حساب وکتاب کے اور بغیر کوئی سزا بھگتے کہا گیا ہے اور نبی a نے جو گارنٹی دی ہے وہ ایسی چیز ہے جس کی وضاحت کی مجھے اجازت نہیں۔ وہ آخرت میں ہی اسے دیکھے گا اور جانے گا۔‘‘ مصنف عرض کرتا ہے : ’’جو حضوری ہمارے شیوخ یعنی دوسے سلسلۂ ہائے تصوف کے اولیاء کرام کو حاصل ہے‘ اس سے حضرت (تیجانی) کے طریقہ کی حضوری کی فضیلت کی وجہ بالکل واضح ہے۔ وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس سلسلہ والوں کو وہ فیض حاصل ہوتا ہے جو حضرت صاحب حضرت محمد ﷺ اور دیگر انبیاءؑ سے حاصل کرتے ہیں۔ اس وجہ سے اس سلسلے کے تمام افراد آخرت میں اللہ کیہ ہاں اکابر قطب حضرات سے بھی بلند درجہ والے ہیں‘ اگرچہ ظاہری طور پر ان میں سے بعض افراد محجوب عوام میں شمار ہیں۔

(۶) حضوری کا وہ مقام جس میں تمام اولیائے کرام ہیں‘ اللہ ان سب سے راضی ہوا اور یہ مقام خاتم اکبر کی حضوری سے وہ سب کچھ حاصل کرتا ہے جو انہیں ملا ہے۔ ہمارے شیخ احمد تیجانی (رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بہ) کا فرمان اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو شیخ نے جواہر المعانی میں ارشاد فرمایا ہے : ’’اہل اللہ میں سے ہر ایک کا ایک حضوری کا مقام ہوتا ہے جس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوتا۔‘‘

(۷) حضوری کا وہ مقام جس میں ان کے شاگردان گرامی موجود ہیں۔

تیجانی عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق شریعت کا حکم

مندرجہ بالا حوالے تیجانے فرقہ کی بے شمار بدعتوں میں سے چند ایک بطور نمونہ پش کئے ہیں‘ اس قسم کی بہت سی باتیں علی حرازی کی کتاب ’’جواہر المعانی وغایۃ الامانی‘‘ اور عمر بن سعید فوتی کی کتاب ’’رماح حزب الرحیم علی نحور حزب الرجیم‘‘ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اس فرقہ کے افراد کی نظر میں سب سے زیادہ معتبر اور سب سے مفصل کتابیں ہیں۔

مذکورہ بالا حوالوں میں تیجانیہ فرقے کی مختلف قسم کی بدعتوں کے کچھ نمونے پیچ کئے گئے ہیں‘ جن سے ان کے عقائد واضح طور پر سامنے آجاتے ہیں۔ کوئی بھی شخص جب ان باتوں کو قرآن وحدیث پر رکھتا ہے‘ تو اسے ان غلط قسم کی

بدعتی عقائد کے حاملین کے متعلق فیصلہ کرنے کےلیے مزید حوالہ جات کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

(۱) اس سلسلہ کے بانی احمد بن محمد تیجانی اوراس کے متبعین کا اس کے متعلق حد سے بڑھا ہوا غلو' حتی کہ اس نے اپنےلئے نہ صرف نبوت کی خصوصیات ثابت کی ہیں بلکہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بھی اپنی طرف منسوب کی ہیں اوراس کے مریدوں نے اسکی پیروی کی ہے۔

(۲) وہ فنا اور وحدت الوجود پر یقین رکھتاہے اور خود کو اس مقام کا حامل قرار دیتا ہے بلکہ خود کو اس کے بلند ترین مرتبہ پر فائز سمجھتا ہے اوراس کے مرید اس کی تصدیق کرتے' اس پر ایمان لاتے اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۳) اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے حالت بیداری میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے اور آپ ﷺ نے خود اسے طریقہ تیجانیہ سکھایا ہے اوراس نے نبی ﷺ سے براہ راست اس کا وظیفہ سیکھا ہے اور آپ a نے حالت بیداری میں اسے عوام کی تربیت کرنے اور انہیں یہ ورد سکھانے کی اجازت دی ہے' اس کے مرید اور پیروکار اس کے اس دعویٰ کو صحیح سمجھتے ہیں۔

(۴) اس نے صاف طور پر یہ بات کہی ہے کہ اللہ کی طرف سے فیوض وبرکات پہلے نبی ﷺ پر نازل ہوتے ہیں' نبی ﷺ سے انبیاء کو حاصل ہوتے ہیں اور تمام انبیاء سے یہ فیوض حاصل اس کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں اور پھر تخلیق آدم سے قیام قیامت تک کے تمام انسانوں پر یہ فیوض وبرکات صرف اسی کی طرف سے تقسیم ہوتے ہیں۔ اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ بسا اوقات یہ فیوض وبرکات جناب رسول اللہ a سے براہ راست اس پر نازل ہوجاتے ہیں اور پھر اس سے تمام مخلوقات کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے مرید اس کے اس دعویٰ کو سچ سمجھتے ہیں اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۵) اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام اولیاء پر حملہ کیا ہے اور ان کی شان میں گستاخی کی ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے: ''میرے قدم ہر ولی کی گردن پر ہیں'' جب اس سے کہا گیا کہ عبدالقادر جیلانی ا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ میرے قدم ہر ولی کی گردن پر ہیں تو جواب میں تیجانی نے کہا ''جیلانی کی بات بھی درست تھی' لیکن انہیں صرف ان کے زمانہ والوں پر فضیلت حاصل تھی اور میرے قدم تو تخلیق آدم سے قیام قیامت تک کے تمام اولیاء کی گردن پر ہیں۔'' جب اس سے سوال کیا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس سے زیادہ درجہ والا ولی پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ تو اس نے کہا: ''قادر تو ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا کردے' لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا' اس کے مرید اس کی ان باتوں پر ایمان رکھتے اور اسکا دفاع کرتے ہیں۔

(۶) اس نے یہ جھوٹا دعویٰ بھی کیا ہے کہ وہ غیب جانتا ہے اور دلوں کی باتوں سے واقف ہے اور دلوں کو ادھر سے ادھر پھیر سکتا ہے' اس کے مرید اس کی تصدیق کرتے ہیں اور ان باتوں کو اس کی تعریف اور کرامت قرار دیتے ہیں۔

(۷) اس نے قرآن مجید کی آیات کی غلط تفسیر کی ہے اور ان میں معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور اسے تفسیر اشاری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل میں بطور اس آیت کی مزعومہ تفسیر پش کی گئی ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ 19 بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ 20 ...الرحمن

اس کے مرید اسے اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والا فیض قرار دیتے ہیں۔

(۸) وہ درود شریف کو تلاوت قرآن سے افضل صرف چوتھے درجے والو ںکیلئے قرار دیا یتا ہے' جو اس کی نظر میں ادنٰی درجہ کے افراد ہیں۔

(۹) اس کا اور اس کے پیروکاروں کا یہ دعویٰ ہے کہ قیامت کے دن میدان محشر میں ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: ''اے محشر والو! یہ تمہارا امام ہے جس سے تمہیں دنیا میں مدد ملتی تھی۔''

(۱۰) اس کا دعویٰ ہے کہ جو شخص تیجانی سلسلئہ کا فرد ہوگا وہ بلاحساب کتاب جنت میں جائے گا خواہ اس نے کتنے گناہ کئے ہوں۔

(۱۱) اس کا کہنا جو شخص اس کے سلسلے میں منسلک ہو اور پھر اسے چھوڑ کر کسی اور سلسلہ تصوف میں داخل ہوجائے' اس کی حالت خراب ہوجائے گی اور اس کے بارے میں خطرہ ہے کہ اس کا انجام برا ہوگا اور اس کی موت کفر پر آئے گی۔

(۱۲) وہ کہتا ہے کہ مرید کو شیخ کے سامنے اس طرح ہونا ضروری ہے جس طرح میت غسال (نہلانے والے) کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور اسے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اپنے پیر کا پوری طرح مطیع ہونا چاہئے۔ یہ نہ کہے: 'کیوں؟ کیسے؟ کس بنیاد پر؟ کس مقصد کے لئے؟''

(۱۳) اس کا دعویٰ ہے کہ اسے اسم اعظم ملا ہے اور اسے خود نبی ﷺ نے اسم اعظم سکھایا ہے۔ پھر اس میں خوب مبالغہ کیا ہے اور لاکھوں کروڑوں نیکیوں تک اس کا ثواب پہنچا دیا ہے۔ یہ سب باتیں انکل پچو ہیں اور ایسے معاملے میں مداخلت ہے جس کا علم صرف قرآن وحدیث سے ہی ہوسکتا ہے۔

(۱۴) وہ کہتا ہے کہ نبی' رسول اور ولی مرنے کے عبد قبر میں ایک مقررہ مدت تک ٹھہرتے ہیں اور یہ مدت ان کے درجات اور مراتب کے فرق کی بنیاد پر کم وبیش ہوتی ہے' اس کے بعد وہ جسم سمیت قبروں سے باہر آجاتے ہیں اور اسی طرح زندہ ہوتے ہیں جس طرح مرنے سے پہلے تھے۔ البتہ عام لوگ انہیں دیکھ نہیں سکتے' جس طرح ہمیں فرشتے نظر نہیں آتے حالانکہ وہ زندہ ہیں۔

(۱۵) اس کا دعویٰ ہے کہ اذکار اور وظائف کی مجلسوں میں نبی ﷺ اور خلفائے راشدین ؓ جسموں سمیت حاضر ہوتے ہیں۔''

یہ تمام باتیں اور اس قسم کی دوسری باتیں جب اسلام کے اصولوں کی روشنی میں پرکھی جائیں تو وہ شرک' الحاد' اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کی شان میں گستاخی ثابت ہوتی ہیں اور لوگوں کی گمراہی کا باعث ہیں اور ان میں ناجائز فخر وغرور بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ علم وغیب وغیرہ کا دعویٰ رکھتا ہے۔

اللہ کی توفیق سے یہ چند باتیں مختصراً بیان کردی گئیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ دارالسلام

ج1

محدث فتویٰ